ضبط و ترتیب: ابن اظہار الحق حقانی

لندن کے سیون سیون (7/7) جولائی کا واقعہ

اسلامی مدارس' القاعدہ' طالبان اور دہشت گردی

برطانیہ کے بی بی سی ورلڈ کا مولانا سمیع الحق سے حالیہ انٹرویو کا متن

نائن الیون اور پھر لندن کے سیون سیون (۷ جولائی) کے واقعات کی آڑ میں دینی مدارس کے بارے میں مغربی میڈیا نے پروپیگنڈے کا طوفان اٹھایا اور اس کے علاوہ مسلمانوں کے کلچر' قوانین اور شعائر کو مٹانے کے لئے حکومتوں پر دباؤ کا سلسلہ جاری ہے۔ ۷رجولائی کے لندن بم دھماکوں کے حوالہ سے برطانیہ کے معروف نشریاتی ادارے بی بی سی ورلڈ سے سرکردہ صحافیوں کی ٹیم نے حال ہی میں اکوڑہ خٹک جا کر سینیٹر مولانا سمیع الحق سے ان مسائل پر تفصیلی انٹرویو بی بی سی کے چیف بیورو مسز باربرا ایلٹ اور اس کے شوہر مسٹر اگراہم (جو اکانومسٹ کے کالم نگار ہیں) کے لئے گئے اس انٹرویو کا پورا متن پیش کیا جارہا ہے۔ کیونکہ اکثر مغربی ادارے ایسے انٹرویوز کو مسخ کر کے پیش کرتے ہیں۔ یہ انٹرویو جولائی کے پہلے عشرہ میں بی بی سی اور مغربی میڈیا سے نشر کیا گیا۔ (حافظ عرفان الحق حقانی)

(س) مولانا صاحب! پچھلے سال ۷رجولائی کو لندن میں جو دھماکے ہوئے اس سلسلہ میں دینی مدارس کا نام سامنے آتا رہا اب سال ہونے والا ہے اسی مناسبت سے ہم کچھ اہم امور پر آپ سے گفتگو کرنے آئے ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ مغرب کا نقطہ نظر یہ ہے کہ مشرف گورنمنٹ مدارس کے خلاف وہ کچھ نہیں کر رہی ہے جو کرنا چاہیے' اور اسلامی ذہن والے لوگوں کا خیال یہ ہے کہ مشرف گورنمنٹ مدرسوں کے خلاف بہت کچھ کر رہی ہے۔ تو حکومت اور مدرسوں کا آپس میں تعلق کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

ج: ۷رجولائی کا جو واقعہ ہوا ہم نے فوراً اس کی مذمت کی اور اس پر افسوس کا اظہار کیا۔ ہمیں اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ بے گناہ لوگوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔ اسلام ٹیررازم کی قطعی اجازت نہیں دیتا۔ ۷رجولائی کا واقعہ ایک بہت

بڑے سلسلہ کی کڑی ہے۔ مغرب نے امریکی سرپرستی میں جو وار شروع کر رکھی ہے یہ اسی کا تسلسل ہے کچھ نہ کچھ ان پالیسیوں کا ردِعمل ہوتا ہے۔ اور کبھی تیسری طاقت بیچ میں فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتی ہے۔ ہم بنیادی طور پر پوری دنیا کو چیلنج کرتے ہیں کہ کوئی مدرسہ یا اس کے پڑھے ہوئے لوگ کبھی بھی اس قسم کی وارداتوں میں ملوث نہیں پائے گئے۔

دولت مشترکہ کے لئے آپ کا جو فارن سیکرٹری دو ماہ قبل ڈیلیگیشن کے ساتھ پاکستان آیا تھا' میں سینٹ آف پاکستان کی فارن کمیٹی کا ممبر ہوں۔ تو ہمارے ان کے ساتھ مذاکرات ہوئے اور بریفنگ ہوئی' میں نے ان سے کہا تھا کہ یہ مدرسے ہماری بنیادی ضرورت ہیں۔ برٹش حکومت جب برصغیر میں آئی تو اس نے ہمارے تعلیمی نظام کو سیکولر بنا دیا۔ پہلے دینی اور دنیاوی سارے علوم اکٹھے پڑھائے جاتے تھے۔ لیکن انگریز کے ہندوستان پر تسلط کے بعد دینی تعلیمات کا سلسلہ تمام سکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں سے نکال دیا گیا تو یہ ہماری مجبوری تھی کہ ہم دینی علوم کی ترویج کے لئے ادارے قائم کریں یہ خالص ایجوکیشنل ادارے ہیں ان کا کسی قسم کی سیاست سے یا جنگ اور دہشتگردی سے تعلق نہیں ہوتا۔ انگریز کے ڈیڑھ سو سالہ دور حکومت کے دوران یہ مدارس اور بڑے بڑے ادارے قائم ہوئے جو سب سے بڑا ادارہ اور مدرسہ ہندوستان میں تھا وہ دیوبند کا تھا۔ ان اداروں اور مدرسوں کے دورے انگریز وائسرائے انگریز گورنرز ڈائریکٹرز تعلیم کرتے رہے۔ اور اپنی رپورٹوں میں لکھتے رہے ہیں کہ یہ تو بڑے اچھے تعلیمی ادارے ہیں کبھی بھی کسی انگریز حکمران نے یہ نہیں کہا تھا کہ ان مدرسوں میں دہشت گردی سکھائی جاتی ہے۔ یہ ساری غوغا آرائی ۹/۱۱ کے بعد ایک منظم منصوبے کے تحت شروع کی گئی۔

س:　اس وقت گورنمنٹ پالیسی کیا ہے؟

ج:　اس وقت ساری مسلمان حکومتیں امریکی دباؤ میں ہیں۔ اور بدقسمتی سے یہ سارے حکمران ان کے سامنے سرینڈر ہو گئے ہیں۔ حالانکہ آزادانہ اور خودمختار ملکوں کے حکمران اپنی پالیسیاں خود وضع کرتے ہیں لیکن افسوس کہ ہماری پالیسیاں سب کی سب ان کی منشاو مرضی سے بنتی ہیں ہمارے حکمرانوں کی تو پوری کوشش ہے کہ امریکہ جس طرح کہے اور چاہے اس طرح ہو جائے۔ بیچارے اس کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ لیکن ان کے لئے یہ مشکلات ہیں کہ وہ ایک آزاد مسلم قوم وملک کے حکمران ہیں تو رعیت ورعایا جس کام کی اجازت نہ دے تو حکمران جتنا بھی ڈیکٹیٹر کیوں نہ ہو پورے طور پر اپنی من مانیاں نہیں کر سکتے۔ اگرچہ حکومت کی کوشش ہے کہ امریکی دباؤ پر اصلاحات کے نام سے کچھ تبدیلیاں لائی جائیں پھر اگر وہ یہ سب کچھ کرنا چاہیں تو ہماری قوم اور مسلم امہ ان حکمرانوں کو یہ کرانے کی قطعاً اجازت نہیں دے گی ہم یہ بھی واضح کر دیں کہ ہم اصلاحات وریفارمز کے قائل ہیں لیکن اس کے پس پردہ جو مقاصد ہیں ان کو بھی ہم سمجھتے ہیں وہ مقاصد یہ ہیں کہ سارے مدارس کا جو نظام ہے' تعلیم کو پھیلانا' بچوں کی پرورش کرنا یہ ایک فلاحی خدمت ہے۔ پس پردہ قوتیں اس نظام کو تہس نہس کرنا چاہتے ہیں' تاکہ اس کی اصل روح اسلامی ایجوکیشن کی ترویج و

اشاعت ختم ہو جائے۔ دخل اندازی کر کے یہ مدارس بھی سکولوں وغیرہ کی طرح سرکاری ادارے بنیں جس کے ہم اور ساری قوم روادار نہیں ہے۔

س: کیا آپ خود مدرسوں میں تبدیلی لاتے ہیں؟

ج: ہم خود زمانے سے آنکھیں بند نہیں کر سکتے ہیں۔ ہمیں سارے حالات اور عصر جدید کے تقاضوں کا ہمیشہ احساس رہتا ہے۔ ۱۴۰۰ سال سے یہ ادارے قائم ہیں۔ ہم نے دیگر اقوام کے علوم کو پڑھایا اور پڑھاتے ہیں۔ مثلاً یونانیوں کے رومیوں کے جس وقت ضرورت تھی تو ہمارے مدارس کے کورس کا زیادہ حصہ طب وجغرافیہ اور یونانیوں کے علوم و مشتمل تھا۔ گویا ہم اس نئے دور کے تقاضوں سے آنکھیں ہرگز بند نہیں کر سکتے۔ اس کے لئے ہمارا ایک مستقل بورڈ ہے' ہر سال ہم نصاب تعلیم میں تبدیلیاں لا رہے ہیں۔ اب تک بہت سارے ضروری مضامین اس میں شامل کر چکے ہیں' حتیٰ کہ اب الیکٹرانک دور ہے تو آپ نے دیکھا ہوگا کہ دارالعلوم میں بھی کمپیوٹر سکھایا جاتا ہے۔ ہم محسوس کرتے ہیں کہ اس وقت دنیا کے سامنے اسلام کی حقانیت واضح کرنی ہے۔ ہم مغرب سے مکالمہ کے قائل ہیں اور مکالمہ تب ہو سکتا ہے کہ ان کی زبان میں ان سے بات کریں۔ ان کی اصطلاحات کو سمجھیں۔ ہمارے کورس کا زیادہ تر حصہ جدید تقاضوں سے ہم آہنگ ہے۔

س: ۹/۱۱ اور ۷/۷ کے بعد حکومت نے جو اقدامات اٹھائے' اس سے آپ کتنے متاثر ہوئے ہیں۔ جس طرح بیرونی طلباء کے بارے میں پابندی وغیرہ۔

ج: مشکلات ہمارے سامنے مختلف شکلوں میں ہیں سب سے بڑا غلط قدم یہ کہ یہاں بیرونی طلباء تعلیم حاصل نہیں کر سکتے یہ بالکل غیر انسانی' غیر اخلاقی اور بنیادی حقوق کی نفی کرنے والا فیصلہ ہے۔ تمام یورپ امریکہ اور خاص کر ہم دیکھتے ہیں کہ برطانیہ نے اپنے تعلیمی اداروں کے دروازے پوری دنیا کے لئے کھلے رکھے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں رنگ و نسل قوم اور مذہب کی تمیز کرنا سب سے بڑے بنیادی حق کو غصب کرنا ہے کیونکہ پہلا حق انسان کا جو روٹی کپڑے مکان سے بھی زیادہ اہم ہے وہ علم ہے۔ علم سے کسی کو روکنا گویا کہ اس کے سانس کو روکنے والی بات ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ حکومت کا یہ فیصلہ غلط تھا۔ پہلے تو یہ بات ثابت کی جائے کہ آیا مدرسوں میں دہشت گردی کی تعلیم دی جاتی ہے؟ مدارس میں کوئی دہشت گرد ہے؟ کوئی دہشت گرد پکڑا گیا ہے؟ یا کسی پر کچھ ثابت ہوا ہے۔ ہمارے پاکستانی مدارس کی ۵۹ سالہ تاریخ میں کوئی بھی شخص دہشت گردی میں ملوث نہیں پایا گیا۔ بلکہ مغرب نے دنیا بھر میں جو چالیس پچاس دہشت گرد نشانے اور ہٹ لسٹ پر رکھے ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی کسی دینی مدرسے کا پڑھا ہوا نہیں ہے بلکہ کوئی ڈاکٹر ہے یا انجینئر یا پروفیسر ہے سب کے سب کالجوں اور مغربی یونیورسٹیوں اور اداروں کے پڑھے ہوئے ہیں۔ تو جب یہ بات معلوم ہے کہ جن لوگ پر دہشت گردی کے غلط یا صحیح الزام ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک بھی مدرسے

سے تعلق نہیں رکھتا۔ ۹/۱۱ یا ۷/۷ یا اس کے بعد دینا بھر میں جتنے بھی دہشتگردی کے واقعات ہوئے ہیں۔ اس میں کوئی بھی آدمی اگر دینی مدرسے کا ملوث پایا گیا ہو تو پھر پابندی لگانی چاہیے تھی۔ بلاوجہ پورے ملک کو ڈسٹرب کرنا کہاں کا انصاف ہے۔ ان طلباء میں سے کچھ آخری کلاسوں میں تھے۔ کچھ کے سالانہ امتحانات شروع ہو رہے تھے۔ ۹/۸ سال تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ عین وقت پر اسے اٹھا کر باہر پھینکیں تو یہ بہت بڑی زیادتی اور ظلم ہے۔ آپ کے دولت مشترکہ کے سیکرٹری نے مجھے کہا کہ ہم نے تو ایسا کرنے کو نہیں کہا ہم تو خود اپنے اداروں اور مدرسوں میں دینی طالبعلموں کو نہیں روکتے' برطانیہ میں بھی بڑے بڑے دینی ادارے اور مدرسے قائم ہیں دنیا بھر کے لوگ وہاں پڑھتے ہیں تو جب ایک چیز کی پابندی وہاں (یورپ) میں نہیں تھی پرویز مشرف کا ایسا فیصلہ میں سمجھتا ہوں کہ ضرورت سے زیادہ وفاداری دکھانے کی کوشش ہے۔

س: آپ کے مدرسے کا بنیادی کردار کیا ہے؟

ج: نہ صرف ہمارے بلکہ سارے مدرسوں کا اول و آخر صرف اور صرف ایک کردار ہے اسلامی علوم کے بڑے شعبے ہیں ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے قرآن وسنت اور اس سے مستنبط علوم ہیں' عربی گرامر' ادب' نحو وصرف' معانی و بیان' فقہ' اصول فقہ' اصول حدیث اصول تفسیر اس کے دائرہ میں عبادات اخلاق قانون وعدالت معیشت وسیاست' معاشرتی علوم سب آتے ہیں۔ چودہ سو سال کا ایک بہت بڑے اسلامی علوم کا ذخیرہ ہے۔ اسلام صرف نماز روزے یا کسی پوجا پاٹ کا نام نہیں ہے۔ جیسے ہندومت' بدھ مت وغیرہ ہیں' اسلام زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والا ایک نظام ہے۔ اب ان علوم کو پھیلانا اس کی حفاظت کرنا امت تک اسے پہنچانا اسلامی تعلیمات سے امت کو آگاہ کرنا ہی اول و آخر ھدف اور کردار ہے۔ یہاں سے جو پڑھ کر فارغ التحصیل ہو جائے ان سے پھر ہمارا کوئی تعلق نہیں رہتا۔ وہ زندگی کے جس شعبہ میں جانا چاہتا ہے' تجارت میں جانا چاہتا ہے' حکومت میں جانا چاہتا ہے' یعنی پھر وہ آزاد ہوتا ہے۔ اسلامی علوم سے آراستہ ہوتا ہے۔ ملکوں کی سیاست سے پاکستان کی سیاست سے دیگر معاملات سے مدرسے اور ان اداروں کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ جس طرح آپ کے ہاں کیمبرج یونیورسٹی ہے' آکسفورڈ یا ہارڈورڈ یونیورسٹی ہے اسی طرح بعض مدرسوں کو اللہ نے بہت شہرت دے رکھی ہے۔ جیسا کہ یہ مدرسہ حقانیہ بھی ان مدارس میں سے ہے۔ ان کا کام تعلیم ہی دینا ہوتا ہے۔ جس طرح آکسفورڈ' ہارڈورڈ یا کیمبرج میں کوئی آکر پڑھا ہو' یہ سب پڑھ کر واپس جا کر وہاں سیاست میں حصہ لیں یا لڑیں یا آزادی کی جنگ لڑیں تو ان کے ساتھ آپ کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اسی طرح ہماری بھی کوئی ذمہ داری نہیں ہوتی' جس طرح آکسفورڈ کے پڑھے ہوئے کے آپ ذمہ دار نہیں ہوتے کہ اس نے کیا کیا؟ اور کیوں کیا؟ تو یہی صورتحال یہاں پر بھی ہے۔

س: افغانستان میں روس کے خلاف جدوجہد اور اب طالبان کی کارروائیوں کو آپ ایک نظر سے دیکھتے ہیں یا

الگ الگ؟

ج: اس بات کے دو حصے ہیں۔ایک صورتحال تو یہ تھی کہ روس نے افغانستان پر قبضہ جمایا اور وہ سراسر خالص ظلم اور زیادتی تھی۔اس پر افغان قوم آزادی کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی اور ساری دنیا نے ان کا ساتھ دیا۔اس پارٹ اور کردار میں آپ بھی شریک تھے' امریکہ بھی شریک تھا' تمام امت مسلمہ بھی شریک تھی اس میں امریکہ وغیرہ کے اپنے سیاسی مقاصد تھے لیکن ہمارے مسلمانوں کا مطمح نظر یہی تھا کہ دنیا کسی بھی شخص کو کسی قوم پر قبضہ کرنے کی اجازت نہیں دیتی ہے۔اب استعمار اور کالونی سسٹم کا زمانہ چلا گیا ہے۔تو ساری دنیا روس کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی۔اس میں افغان علماء بھی پیش پیش تھے اور یہ علماء یہاں پاکستان میں ان مدارس کے پروردہ اور تعلیم یافتہ تھے ہم نے انہیں یہاں پر نہیں پڑھایا کہ تم وہاں جاؤ اور تم پر اگر روس وغیرہ تسلط قائم کریں تو تم ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہو جاؤ۔یہ سب خود انسان کی فطرت میں داخل ہے بلکہ پوری دنیا کی تعلیمات یہ ہیں کہ غیروں کا قبضہ نہ تسلیم کیا جائے۔اگر خدانخواستہ آج کوئی برطانیہ پر قبضہ کرے تو آپ سب خود بخود اٹھ کھڑے ہوں گے۔آپ ہم سے بھی توقع رکھیں گے اور پوری دنیا سے توقع رکھیں گے کہ آؤ ہماری مدد کرو یہی صورتحال روس کے خلاف جہاد کے تھی اس میں تمام مسلمان بشمول امریکہ و برطانیہ شریک تھے۔روس کی شکست کے بعد دوسرا مرحلہ آیا تو وہاں خانہ جنگی شروع ہوئی۔جہادی لیڈروں نے ظلم یہ کیا کہ خود اپنے جہاد اور اس کے ثمرات کو برباد کرنے لگ گئے۔اس خانہ جنگی کی وجہ سے ہزاروں جانیں ضائع ہوئیں۔افغانستان تباہ و برباد ہو گیا۔تو وہاں سٹوڈنٹس اٹھ کھڑے ہوئے۔یہ وہاں کے سٹوڈنٹس تھے جنہوں نے دیکھا کہ ہمارا ملک تو تباہ ہو رہا ہے۔تو اس اقدام میں بھی چونکہ وہ سٹوڈنٹس ان مدارس کے پڑھے ہوئے تھے۔اور پھر اپنے ملکوں میں واپس چلے گئے تھے۔ہم نے ان کو نہیں کہا تھا کہ تم جاؤ یہ ان کا داخلی مسئلہ تھا۔چین' فرانس' امریکہ' برطانیہ غرض پوری دنیا مین جہاں کہیں بھی انقلابات اٹھے ہیں ان میں سٹوڈنٹس پیش پیش ہوتے ہیں۔طالبان بیچارے وہی سٹوڈنٹس ہیں جو اپنے ملک کو بچانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔مغرب انہیں شاباش دینے اور تحسین کرنے کی بجائے ان کے پیچھے پڑ گیا۔

طالبان یہی چاہتے تھے کہ جہاد تو ہماری آزادی کی جنگ تھی اب وہ کسی دوسری طاقت کی گرفت میں نہ آ جائیں۔

بہر حال ہمارا طلبہ کے ساتھ تعلق ان کے جانے کے بعد نہیں ہوتا۔اور نہ ہم ان کو ہدایات دیتے ہیں۔چونکہ وہ اس اداروں کے پڑھے ہوئے تھے تو استاد و شاگردوں کا تعلق تو ہمیشہ قائم رہتا ہے۔جو ایک علمی اور روحانی تعلق ہے۔

س: جس طرح کہ آپ نے بتایا کہ یہ انسان کی فطرت ہے کہ غیروں کے تسلط اور قبضے کیخلاف اٹھ کھڑا ہو جائے تو کیا ان مدارس کا ایک کردار یہ بھی ہے کہ وہ اپنے سٹوڈنٹس کو یہ بتائیں کہ غیر ملکی تسلط کے خلاف اٹھ کھڑے ہو جاؤ۔

ج: مدرسہ یہ نہیں سمجھاتا۔اسلامی تعلیمات قرآن و سنت و حدیث ان کے بنیادی اصولوں میں یہ ہے کہ ظالم کا ظلم قبول نہ کیا جائے۔ظالم کی مدد نہ کی جائے۔ظالم کا ہاتھ روکا جائے۔میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی غیر مسلم ملک بھی کسی ظالم

کے ہاتھ میں آتا ہے یعنی کوئی بڑی سپر طاقت اس کو خراب کرتی ہے' خدانہ کرے کہ بش برطانیہ پر بری نظر ڈالے برطانیہ کو دبا تا ہے (جیسا کہ اب بھی یہی صورتحال ہے اس پر سب ہنس پڑے) اس کی آزادی سلب کرتا ہے۔ تو ہمیں اس وقت بھی حکم ہے کہ آزادی کی جنگ لڑنے والے مظلوموں کا ساتھ دیا جائے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو پوری دنیا فساد اور ظلم سے بھر جاتی اسلام کی یہی تعلیم ہے وہ ہمیں کہتا ہے کہ کسی بھی مظلوم خواہ مسلمان ہو خواہ غیر مسلم کے ساتھ ظلم ہو تو اسے ظالم کے ظلم سے بچایا جائے۔ ہمارے پیغمبر ﷺ جب تشریف لائے تو قیصر و کسریٰ اس وقت کی دو طاقتیں تھیں' جیسے اس وقت امریکہ اور روس ہیں تو ان دو طاقتوں نے اس وقت انسانوں کو دبا کر رکھا تھا' جانوروں کی طرح غلام بنایا تھا۔ اسوقت وہ سب انسان غیر مسلم تھے۔ لیکن اسلام نے سب سے پہلے ان سے لڑا کہ ان لوگوں کو (انسانیت) کو آزادی دو تم نے کیوں انسانوں کو غلام بنایا ہے تو قیصر و کسریٰ کے شکنجے سے ان انسانوں کو نکالا جو کہ مسلمان نہیں تھے۔ اسلام تو دین امن وسلامتی ہے اس کا مقصد ہی یہی ہے کہ کہیں بھی روئے زمین پر خواہ مسلمان ہو خواہ غیر مسلم ہو کوئی ظلم کرے تو اس ظالم کا ہاتھ روکا جائے۔

س: اس وقت افغانستان میں طالبان کی جو جدوجہد ہے اسے آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

ج: ظاہر بات ہے کہ یہ جدوجہد فلسطین میں جاری ہے۔ یہ جدوجہد کشمیر میں جاری ہے۔ یہ جدوجہد عراق میں جاری ہے۔ اور یہ جدوجہد جو افغانستان میں جاری ہے ایک ہی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔ ان بیچاروں نے بہت قربانیاں دی ہیں۔ ۲۰۔۲۵ لاکھ افراد شہید ہوے ہیں۔ پچاس لاکھ افراد باہر دربدر پھر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنی آزادی اس لئے حاصل نہیں کی تھی کہ روس کو ہٹا کر وہ امریکہ کے شکنجے میں آجائیں۔ آپ سب کو بھی اس جدوجہد کی تائید کرنی چاہیے۔ **کیونکہ وہ ۲۰۔۲۵ برس کی قربانیاں بچانا چاہتے ہیں۔ کسی ٹھکانے پر لگانا چاہتے ہیں' ایک سامراج کی بجائے دوسرا سامراج آکر بیٹھ گیا اور ان کو جکڑ دیا تو اگر روس کے خلاف ان کا جنگ کرنا صحیح تھا تو پھر اس مرحلے پر وہ کہتے ہیں کہ ہمارا ملک ابھی آزادی کی منزل تک نہیں پہنچا۔ ہم اس کو آزادی کی منزل تک پہنچا کر دم لیں گے۔ بحیثیت مسلمان نہیں بلکہ پوری دنیا کو ان ساری مزاحمتوں جو فلسطین میں ہے یا کشمیر میں یا عراق میں' ان کی تائید کرنی چاہیے' قوموں کی اپنی مرضی سے ان کو آزاد چھوڑا جائے۔**

س: قبائل اور وزیرستان میں کہا جا رہا ہے کہ طالبان کی قوت یہ سب کچھ کر رہی ہے؟

ج: یہ قطعاً غلط ہے۔ وہاں کوئی طالبان نہیں ہیں۔ ہر معاملہ طالبان کے سر تھوپ دیا جاتا ہے۔ بڑی طاقتیں اس مزاحمت کی اہمیت کو کم کروانا چاہتی ہیں' تو اس کو طالبان کے سر پر مونڈھ لیتی ہیں۔ میرے خیال میں طالبان نام کی کوئی قوت' کوئی گروپ قبائل میں ہے نہ وزیرستان میں ہے اور نہ بلوچستان میں۔

س: آپ کا کیا خیال ہے کہ روس کے خلاف جو افغانی لڑے تھے اور اب جو طالبان امریکہ کے خلاف لڑ رہے

ہیں تو دونوں صحیح ہیں اور کیا یہ اسلام کی ضرورت ہے کہ وہ لڑیں؟

ج: میں پہلے آپ سے پوچھتا ہوں کہ یہ دو طبقے ہیں جو روس کے خلاف لڑ رہے تھے اور اب جو امریکہ کے خلاف لڑا جا رہا ہے ان میں آپ کو کوئی فرق محسوس ہوتا ہے یا ان میں کوئی آپ کو حق بجانب لگتا ہے اور کوئی ظالم؟ یا دونوں ایک جیسے ہیں انصاف اور عدل کی آنکھ سے آپ فیصلہ کریں جو آپکی رائے ہوگی وہ میری رائے ہوگی' میں اس کا پابند ہوں گا۔ برٹش قوم تو دنیا میں ایک منصف قوم کے لحاظ سے مشہور ہے۔ آپ صحیح جائزہ لیں گی' آپ کے ساتھ آپ کا شوہر بھی ہے جو سکالر ہیں۔ (ان کا شوہر مسٹر گراہم مشہور برطانوی رسالہ اکانومسٹ اور مصر کے الاھرام انگریزی کے کالم نگار اور فلسطین پر کتابوں کے مصنف ہیں)

(ان کا جواب محض قہقہوں پر مبنی تھا یعنی وہ کوئی فیصلہ نہیں دے سکتے تھے۔)

س: بی بی سی کے ایک ترجمان نے مداخلت کرتے ہوئے کہا کہ میں ان کے سوال کی وضاحت کروں صرف اس حوالے سے یہ سوال نہیں ہے کہ وہ امریکیوں سے لڑ رہے ہیں اس حوالے سے یہ سوال ہے کہ آج افغانستان میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے۔ اس کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں۔

ج: اصل میں یہ جنگ اسی جنگ کا تسلسل ہے جو ختم نہیں ہوئی' ملبہ اسی طرح چھوڑا گیا تھا' اگر مغربی قوتیں اور امریکہ یہ صورتحال پسند نہیں کرتی تھیں تو انہیں چاہیئے تھا کہ روس کے زوال کے بعد یہاں افغانستان میں بیٹھ کر ایک مستحکم اور جمہوری حکومت قائم کرتے اور افغان جہادی لیڈروں کو مجبور کرتے کہ آؤ بیٹھ جاؤ صحیح ڈیموکریٹک حکومت قائم کرو۔ لیکن انہوں نے معاہدہ جنیوا کر کے سارا گند بیچ میں قصداً وعمداً چھوڑ دیا۔ روس تو نکل گیا اور امریکہ کو یہ فکر لگی کہ کہیں یہ افغانی کسی بات پر متفق نہ ہو جائیں۔ گویا یہ خانہ جنگی انہی کی پیدا کردہ ہے۔

رشیئن وار اور موجودہ وار کو ہم ایک دوسرے سے الگ نہیں کر سکتے۔ جنیوا معاہدہ ایسے وقت میں ہوا کہ امریکہ وغیرہ سب چلے گئے۔ میں خود اس زمانے میں ایک نجی سفر پر واشنگٹن گیا' میں نے خواہش ظاہر کی کہ کچھ کانگریس میں اور سینٹرز مجھ سے ملیں' تو کئی کانگریس میں سینٹرز وغیرہ مجھ سے بات چیت کے لئے تیار ہو گئے۔ ان میں ایک بیل میکیلم کانگریس مین تھا اور ہیمفرے گارٹن ایک مشہور سینٹر تھا ان سے ہم نے بات کی۔ آپ نے افغان قوم کی بہت بڑی مدد کی ہے اب ان کو درمیان میں اس طرح مت چھوڑ دو ورنہ یہ تباہی و بربادی پھر چلتی جائے گی' تو یہ سب کچھ آپ لوگوں کے ریکارڈ اور کھاتے میں لکھا جائے گا۔ خدا کے لئے اب وہاں بروقت جا کر اخلاص سے ایک حکومت قائم کرو۔ انہوں نے حکومت قائم کئے بغیر بوریا بستر سمیٹ لیا افغانستان سے تعلق ختم کر لیا اس کا نتیجہ خود بخود یہی ظاہر ہونا تھا۔

س: آپ کا افغانستان کے طالبان کے بارے میں کیا رائے ہے کہ کیا یہ ایک نیشنلسٹ تحریک ہے جو غیر ملکیوں کے خلاف لڑ رہے ہیں تو آپ اسامہ بن لادن کی جدوجہد کو بھی اسی نظر سے دیکھتے ہیں یا اس کو مختلف نظر سے؟

ج: افغان جہاد جو لوگ لڑ رہے ہیں۔ اور طالبان جو لڑ رہے ہیں' صرف خالص ایک قومی یعنی افغانستان تک محدود جدوجہد ہے۔ یعنی اپنے ملک کو آزاد کرانے کی جدوجہد ہے جو قومی ہونے کے ساتھ شرعی بھی ہے۔ وہ اتنے وسیع تناظر میں یہ جنگ نہیں لڑ رہے' صرف اپنے ملک کو غیروں کی مداخلت سے آزاد دیکھنا چاہتے ہیں۔ مگر اسامہ بن لادن بہت وسیع تناظر میں یہ جنگ لڑ رہا ہے وہ پہلے سے علی الاعلان کہہ رہا ہے کہ آج ہمارا اپنا ملک عرب اسی صورتحال سے دوچار ہے جس طرح افغانستان دوچار ہے' وہ کہتا ہے کہ میں موازنہ کرتا ہوں تو دونوں ایک ہی صورتحال سے دوچار ہیں۔ غیر ملکی ہزاروں میل دور افغانستان پر سامراجی طاقتوں کا قبضہ تھا تو میں ان کی مدد کے لئے آیا۔ تو آج میرا سعودی عرب آج میرے عرب امارات' آج میرا فلسطین و بیت المقدس' آج ہمارے پٹرول کے ذخائر سارا عرب اس طرح کی صورتحال میں ایک سپر پاور کے شکنجے میں ہیں۔ تو وہ اس تناظر میں دیکھ رہا ہے۔ اس کو شاید موقع نہیں ملا ورنہ وہ فلسطین جا کر خود جنگ لڑتا' اصل بنیادی مقصد تو ان کا یہی ہے کہ اگر اس سامراج سے ہماری نجات ضروری تھی' تو خود ہمارا اپنا ملک' ہمارا اپنا مکہ و مدینہ اگر سامراج کے ہاتھ میں جاتا ہے تو پھر ہم کیسے خاموش ہو جائیں۔ تو اسامہ کا تناظر بہت وسیع ہے اور طالبان کا میرے خیال میں اتنا وسیع تناظر نہیں ہے۔ انہوں نے افغانستان میں حکومت کے دوران پڑوسی سنٹرل ایشیاء اور چین کو یقین دلایا تھا کہ ہمارا ایک انچ بھی کسی جارحیت کا ہرگز ہرگز ارادہ نہیں ہے۔ صرف افغانستان سے ہمارا سروکار ہے۔

س: کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اسامہ بن لادن جو کچھ کر رہا ہے دوسرے ممالک میں بم بلاسٹنگ وغیرہ تو کیا اسلام اس کی حمایت کرتا ہے؟

ج: ہمیں ذاتی طور پر آج تک یہ اطلاع اور کوئی ثبوت نہیں ملا کہ یہ وہ کر رہا ہے۔ ۹/۱۱ کا واقعہ بھی اس کے سر تھوپا گیا لیکن اس کا کوئی ثبوت اب تک کسی عدالت میں نہیں آیا۔ بلکہ بہت سے سکالروں نے آپ کے یورپ د ہالینڈ کے لوگوں نے اس پر لکھا کہ اس کے پس پردہ کچھ اور چیزیں تھیں اب یہ وہ کر رہا ہے یا نہیں کر رہا۔ یہ ہمارے علم میں نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے نہ ۹/۱۱ سے پہلے ہم نے القاعدہ کا نام سنا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایشو کو سپر پاور جان بوجھ کر زندہ رکھنا چاہتی ہے تاکہ اس طرح وہ اپنے مقاصد کی تکمیل کر سکے۔ اپنی قوم کو بھی ویسٹرن نیشن کو بھی یہ باور کرا سکے کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں وہ صحیح کر رہے ہیں۔ ورنہ تو دشمن ہمیں کھا جائے گا۔ اور عرب و دیگر اسلامی ممالک کو بھی اسی طرح دبا کر رکھنا چاہتے ہیں کہ ہمارے پابند رہو ورنہ اسامہ آ جائے گا۔ اسامہ کیا ہوا ایک بڑا ھوّا ہوا' حالانکہ ۹/۱۱ کے بعد بھی کبھی کچھ نہ کچھ ہوا ہوتا۔ میں یہی سمجھتا ہوں کہ اسامہ بن لادن نے کچھ کیا ہوتا وہ اتنی بڑی طاقت ہوتا' اگر وہ ساری دنیا میں یہ سب کچھ کر سکتا ہے تو پھر ۹/۱۱ کے بعد بھی تو کوئی نہ کوئی واقعہ ہو چکا ہوتا جس نے دنیا کو ہلا یا ہوتا۔ مگر ایسا کچھ نہیں ہوا۔

س: ۷ر جولائی کے واقعہ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ جن مسلمان نوجوانوں نے اسے کیا کس چیز نے انہیں ان دھماکوں کے کرنے پر مجبور کیا؟

ج: آج کا دور پریس اور میڈیا کا دور ہے۔ ساری دنیا میں لوگ جو کچھ ہوتا ہے دیکھتے ہیں کوئی چیز چھپی نہیں ہے روزانہ عراق میں سینکڑوں لوگوں کو شام تک قتل ہوتے دیکھتے ہیں فلسطین میں وہ روزانہ دیکھتے ہیں کہ ٹینک اور بڑی بڑی بکتر بند گاڑیاں لاکر پرامن لوگوں کی بستیاں مٹاتی ہیں' وہ دیکھتے ہیں کہ دو ماہ کا بچہ جوان ماں کے سینے سے لگا ہوا تھا اس پر گولی چلائی گئی۔ یہ ساری صورتحال نوجوان طبقہ دیکھتا ہے' کوئی بھی لیڈرشپ یا سکالرز یا علماء یا پادری اور پوپ نوجوانوں کے جذبات کو روک نہیں سکتا۔ دنیا اس وقت گلوبل ویلیج ہے' وہ دیکھتے ہیں کہ وفا نامی ۲۴ سالہ لڑکی جو سکرٹ اور جینز پینٹ پہنتی ہے' وہ چپکے سے جاکر اپنے ساتھ بارود باندھ کر خود کو فدائی حملے میں اڑاتی ہے تو اسے کس عالم نے یہ سمجھایا۔ اسے اندر سے ایک چیز مجبور کرتی ہے۔

میرے خیال میں ٹیرر ازم ردعمل ہوتا ہے۔ موجودہ زمانے کے غریب قوموں کا ٹیرر ازم وہ سپر پاور کے ٹیرر ازم کا ردعمل ہے جب سپر پاور اپنی پالیسیاں نہیں بدلیں گے تو دنیا بھر میں کوئی بھی عالم یا میں یا کوئی بھی حکمران ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے نوجوانوں کو اس پر مجبور نہیں کرسکتا کہ ایسا مت کرو۔ اگر کوئی انہیں روکے تو وہ کہتا ہے کہ میں پہلے آپ کو نشانہ بنا کر اڑاتا ہوں۔

س: آپ نے کہا کہ یہ انسانی فطرت ہے کہ غیر ملکی تسلط اور ظلم کے خلاف اٹھ کھڑا ہونا یہ اسلامی نقطہ نظر ہے۔ تو آپ کا کیا خیال ہے کہ ان چیزوں کو مدارس میں پڑھانا چاہیے۔

ج: دیکھئے مدرسہ پڑھائے یا نہ پڑھائے یہ پڑھنے پڑھانے کی بات نہیں ہوتی۔ پڑھنا پڑھانا صرف مدرسے میں نہیں ہوتا T.V میں بھی ہوتا ہے۔ اخباروں میں بھی ہوتا ہے۔ ریڈیو میں بھی ہوتا ہے۔ یہ طاقتیں خود ان کو ان ذرائع سے پڑھواتی ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ محسوس کی جانے والی چیزوں کو وہ کتاب کے نقطوں سے دیکھے گا تب سمجھے گا۔ وہ خود کھلی کتاب کی مانند ساری دنیا کو دیکھتا ہے وہ ظالم قوتوں کی دوہری پالیسیاں دیکھتا ہے وہ پالیسیاں آپ نے ویتنام میں اختیار کیں تو وہاں تو مدرسہ و مذہب نہیں تھا ویتنام کے جنگلی لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ اگر نیپال کے جنگلوں میں ایسا کرتے ہیں فلپائن کے علاقوں میں اور تھائی لینڈ میں ایسا کرواتے ہیں تو پھر وہاں بات مسلم اور غیر مسلم کی نہیں ہوتی۔ پھر اس میں آپ علماء کو تلاش کرتے ہیں۔ یہ عالم کا مسئلہ یا دینی مدرسے کے سٹوڈنٹس کی بات نہیں ہے کسی جنگل میں جاکر کوئی جنگل کے جانور سے ایسا سلوک کرے تو ہرنی بھی شیر بن جاتی ہے۔

س: کیا آپ سمجھتے ہیں کہ مدرسے کا ایک کردار یہ بھی ہے کہ اپنے سٹوڈنٹس کو یہ پڑھائیں کہ کسی بھی حالت میں

معصوم لوگوں کی جانیں تباہ اور ضائع نہ کی جائیں؟

ج: بنیادی تعلیم مدرسے کا اور رسول اللہ ﷺ کا زور سارا اسی پر ہے کہ معصوم لوگوں کو حالت جنگ اور عین میدان جنگ میں بھی کچھ نہ کہا جائے۔ اسلام میں جنگ کے حالت میں بھی عورتوں پر ہاتھ اٹھانا ناجائز ہے اسی طرح بوڑھوں پر بیماروں پر مذہبی پادریوں پر یہود کے رہبانوں پر بھی یہ حکم ہے کہ جنگ کے حالت میں بھی نہ چھیڑا جائے۔ اسلام س۔ل۔م۔ سے ہے۔ اس کا مطلب Peace ہے یعنی سلامتی ایمان دوسرا لفظ ہے امن کا معنی دیتا ہے۔ تو اسلام اٹھنے بیٹھنے، چلتے پھرتے دوست و دشمن اور کافر وغیر مسلم کو ملتے ہی حکم دیتا ہے کہ کہو السلام علیکم گویا کہ اسلام کہتا ہے کہ پیس کا پیغام دو، مخاطب اور ملنے والے کو وعدہ دو کہ تمہیں میری طرف سے ہر قسم کا امان او امن ہوگا ہمارا کورس قرآن و حدیث اگر آپ پڑھیں اس میں سخت ترین حالات میں بھی اگر کافر آپ کے سینے پر چڑھ بیٹھا ہے۔ اور پھر اس مسلمان نے اسے قابو کیا اور اسی طرح مسلمان اس پر گرفت پا کر اس کے سینے پر بیٹھا تو نیچے سے کافر نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا اس کے بعد اس نے اس نیچے والے شخص کو مار ڈالا جب یہ واقعہ ہمارے پیغمبر ﷺ کے سامنے بیان کیا گیا تو حضور ﷺ سخت ناراض ہوئے اور اس مسلمان کو فرمایا کہ تم نے قتل کر دیا۔ یعنی عین حالت جنگ میں بھی تمہیں یہ جواز نہیں ہے۔ کہ اگر وہ ظاہراً اسلام کا اقرار وعدہ کریں تو اس کے وجہ سے اسے قتل کر دو۔ اس طرح کا ایک دوسرا واقعہ بھی تاریخ اسلام میں ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک کافر کو قابو میں کیا تو اس نے نیچے سے حضرت علی پر تھوک پھینکا اس پر آپ نے اسے چھوڑ دیا کہ اس میں اب میری ذاتی انا اور انتقام آ گیا ہے۔ اسلام کے تو بڑے لمیٹڈ احکامات ہیں اور ہمارا سارا کورس اس سے بھرا پڑا ہے کہ کسی معصوم جانور پر بھی ظلم روا نہ کیا جائے۔ کسی نے ایک کتے کو باندھ رکھا تھا اسے پانی اور خوراک نہیں دیا تو بھوک و پیاس سے مر گیا ایک بہت بڑا نیک پارسا متقی صوفی اسی وجہ سے جہنم میں گیا۔

س: آپ کی نظر میں مغرب اور امریکہ کا سب سے بڑا طریقہ مسلمانوں کے بارے میں کونسا ہے؟

ج: مغرب اور امریکہ کا دوہرا معیار ہے۔

(سوال و جواب کا سلسلہ مزید جاری رہتا لیکن مولانا صاحب نے دوسرے مہمانوں اور ڈیلیگیشن کی وجہ سے معذرت چاہی۔

خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے